بین المذاہب مباحث: سامی مذاہب کا تقابلی مطالعہ

Interfaith Debates: A Comparative Study of Semitic Religions

Hafiza Kiran Saba [1]
Dr. Muhammad Muawia [2]
Dr. Muhammad Usman Khalid [3]

Abstract:

Interfaith encounters among the Abrahamic religions; Judaism, Christianity and Islam have shaped theological, cultural and political discourse throughout history. This study offers a comparative analysis of these interactions, exploring their theological commonalities, historical exchanges and the challenges and opportunities of contemporary interfaith dialogue. While the three religions share foundational beliefs, such as monotheism and a common reverence for figures like Abraham and Moses, significant theological divergences exist, particularly regarding the nature of God, scripture and key figures like Jesus and Muhammad. Historically, periods of intellectual cooperation, such as in medieval al-Andalus, have shown the potential for harmonious interfaith relations, yet this coexistence has often been marred by conflict, as seen during the Crusades, Inquisitions and other religious wars. In the modern era, interfaith dialogue initiatives have gained prominence, driven by the need to promote mutual understanding and peace. However, political tensions, such as the Israeli-Palestinian conflict and the rise of religious extremism continue to pose obstacles to these efforts. Despite these challenges, opportunities for harmony exist, particularly through shared ethical values of justice, peace and compassion. By fostering dialogue and education, these religions can build bridges of understanding, encouraging a more harmonious coexistence. This study highlights the importance of acknowledging both historical grievances and common values to create lasting interfaith cooperation among Judaism, Christianity and Islam.

Keywords: *Interfaith debates, Abrahamic Religions, theological divergences, Crusades*

[1]. Lecturer of Islamic Studies, Basic Sciences and Humanities Department, MNS University of Engineering and Technology, Multan

[2]. Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Southern Punjab, Multan

[3]. Assistant Professor of Islamic Studies, Basic Sciences and Humanities Department, MNS University of Engineering and Technology, Multan

ا۔ تعارف

سامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام دنیا کے بڑے توحیدی مذاہب میں شمار ہوتے ہیں، اور یہ تینوں مذاہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ-"[4]

"ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی، بلکہ وہ سیدھے مسلمان تھے، اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔"

یہ آیت سامی مذاہب کے مابین مشترکہ جڑوں اور ان کے ایک توحیدی مذہب پر ہونے کی وضاحت کرتی ہے۔ لیکن یہ مذاہب خدا کی وحدانیت، انبیاء کی حیثیت اور وحی کی تشریحات کے بارے میں مختلف نظریات رکھتے ہیں۔

۲۔ مذہبی تصورات اور عقائد

الف۔ توحید کا تصور:

تینوں سامی مذاہب توحید کے بنیادی تصور پر قائم ہیں، لیکن خدا کے صفات اور تصور میں فرق ہے۔

یہودیت میں خدا کا تصور انتہائی وحدت والا ہے اور وہ اپنے پیغمبروں کے ساتھ ایک خصوصی عہد (عہد نامہ) رکھتا ہے۔ خدا کو "یھوہ" کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ بات توراۃ میں یوں بیان کی گئی ہے:

"سن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک خداوند ہے۔" [5]

یعنی خدا کی وحدانیت کا نظریہ یہودی مذہب کا بنیادی عقیدہ ہے۔

عیسائیت میں خدا کا تصور تثلیث پر مبنی ہے، یعنی خدا باپ، بیٹا (حضرت عیسیٰ) اور روح القدس پر مشتمل ہے، جو اسلامی توحید سے واضح طور پر مختلف ہے۔ عیسائی کتاب بائبل کے مطابق:

"ابتدا میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے ساتھ تھا اور کلمہ خدا تھا۔" [6]

اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "کلمہ" قرار دے کر ان کی الوہیت کو بیان کیا گیا ہے۔

اسلام میں خدا کا تصور نہایت سادہ اور غیر مبہم ہے، جو صرف ایک ہے اور اس کی کوئی مثل نہیں ہے۔

---

[4]۔ آل عمران ۳: ۶۷۔

Aal e Imran, 3:67

[5]۔ استثنا ۶:۴

Deuteronomy 6:4

[6]۔ یوحنا ۱:۱

John, 1:1

قرآن میں ارشاد ہے:

"**قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ-**"[7]

" کہو وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔"

یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں توحید کو مانتے ہیں، لیکن ان کا تصور مختلف ہے۔

- **یہودیت** میں خدا واحد ہے، اور اس کا کوئی جسمانی یا مادی تصور نہیں۔
- **عیسائیت** میں خدا واحد ہے لیکن تثلیث کے عقیدے کے تحت تین اقانیم کا مجموعہ ہے۔
- **اسلام** میں خدا کی وحدانیت خالص اور غیر متشابہ ہے، اور کسی بھی قسم کی شرکت کو شرک تصور کیا جاتا ہے۔

ب۔ وحی اور الہامی کتابیں:

یہودیت میں بنیادی الہامی کتاب "توراۃ" ہے، جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ توراۃ میں بنیادی احکام کا ذکر کیا گیا ہے:

"تمہارے پاس دس احکام ہوں گے۔"[8]

اس آیت میں خدا کے احکام کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں یہودیت میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

عیسائیت میں " بائبل" کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جس میں پرانا عہد نامہ اور نیا عہد نامہ شامل ہیں۔ عیسائی نیا عہد نامہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور ان کی تعلیمات کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اور ان کو خدا کا بیٹا اور نجات دہندہ تسلیم کرتے ہیں:

" کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔"[9]

اس عبارت میں عیسائی عقیدے کی وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور نجات دہندہ تصور کیا جاتا ہے۔

اسلام میں آخری الہامی کتاب "قرآن" ہے، جسے حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔ قرآن سابقہ الہامی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، لیکن ان میں تحریف کا ذکر بھی کرتا ہے۔

---

[7]۔ الاخلاص، ۱۱۲: ۱، ۲

Al-Akhlas, 112:1-2

[8]۔ خروج ۲۰: ۱-۱۷

Exodus 20:1-17

[9]۔ یوحنا ۳: ۱۶

John 3:16

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ۔"[10]

"اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی۔"

ج۔ بانیانِ مذہب کا تقدس:

سامی مذاہب؛ یہودیت، عیسائیت اور اسلام، کے پیروکار بانیانِ مذہب کو نہایت عزت و تقدس کے مقام پر رکھتے ہیں۔ بانیانِ مذاہب کی شخصیات نہ صرف روحانی بلکہ اخلاقی معیار کا نمونہ بھی ہیں۔ ان کے کردار اور تعلیمات ان مذاہب کے پیروکاروں کی زندگیوں پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ ہر مذہب میں بانی کے تقدس کو مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے، اور اسی تناظر میں ان کے معجزات، ان کی زندگی کے اہم واقعات اور ان کی تعلیمات کو پیش کیا جاتا ہے۔

یہودیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تقدس

یہودیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے عظیم پیغمبر اور رہنما کا درجہ دیا گیا ہے۔ وہ اللہ کے منتخب بندے تھے جنہوں نے اسرائیلی قوم کو غلامی سے نجات دلائی اور ان کے لیے خدا کے احکام کو نازل کیا، جو "دس احکام" کی شکل میں توراۃ کا حصہ ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقدس کا ثبوت یہودیت کی مقدس کتابوں میں ملتا ہے:

"خداوند نے موسیٰ سے بات کی جیسے کوئی اپنے دوست سے بات کرتا ہے، چہرے سے چہرہ۔"[11]

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام خاص اور بلند ہے، اور خداوند کے ساتھ ان کا رابطہ اور مکالمہ ان کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

عیسائیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تقدس

عیسائیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف نبی بلکہ خدا کے بیٹے کا درجہ دیا گیا ہے اور وہ مسیحا مانے جاتے ہیں، جو انسانیت کی نجات کے لیے آئے۔ ان کا تقدس اور مقام عیسائی عقائد میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور ان کی الوہیت کا تصور بھی اسی تقدس سے جڑا ہے۔ نئے عہد نامے میں لکھا ہے:

---

[10]۔ النساء، ۴:۱۳۶

An-Nisa, 4:136

[11]۔ خروج ۳۳:۱۱

Exodus 33:11

"کیونکہ خدانے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔"[12]

عیسائی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں آنا اور ان کا قربانی دینا انسانیت کی نجات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، جس سے ان کا تقدس واضح ہوتا ہے۔

اسلام میں محمد ﷺ کا تقدس

اسلام میں حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی مانا گیا ہے اور ان کا مقام اور تقدس سب انبیاء سے بڑھ کر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"[13]

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔"

حضرت محمد ﷺ کی حیاتِ طیبہ، ان کے اخلاق و کردار اور ان کی تعلیمات اسلامی عقائد میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کا قول و فعل مسلمانوں کے لیے کامل نمونہ ہے، اور ان کی محبت و احترام ایمان کا حصہ ہے۔

یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں بانیانِ مذہب کے تقدس کا تصور اہم ہے، لیکن ہر مذہب نے اپنے بانی کو مختلف حیثیت سے مقام دیا ہے:

- **یہودیت** میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عظیم نبی اور قوم کا رہنما تصور کیا جاتا ہے۔
- **عیسائیت** میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کے بیٹے اور نجات دہندہ کی حیثیت دی جاتی ہے۔
- **اسلام** میں حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین، آخری رسول اور پوری انسانیت کے لیے رحمت مانا جاتا ہے۔

یہ تینوں شخصیات اپنے اپنے مذہب میں عظیم مرتبے پر فائز ہیں اور ان کے تقدس کو ان کی تعلیمات، معجزات اور ان کی قربانیوں کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے۔ ان کے احترام اور ان کی تعلیمات کی پیروی، تینوں مذاہب کے پیروکاروں کے لیے دینی اور روحانی زندگی کی بنیاد ہے۔

---

[12]۔ یوحنا ۳: ۱۶۔

John 3:16

[13]۔ الانبیاء، ۲۱:۱۰۷۔

Al-Anbia, :107

۳۔ تاریخی تعلقات اور مکالمات

سامی مذاہب نے اپنے آغاز سے ہی ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات، مکالمات اور کبھی کبھار تنازعات کا سامنا کیا ہے۔ ان مذاہب نے مختلف ادوار میں نہ صرف مذہبی بلکہ ثقافتی، علمی اور سیاسی میدانوں میں بھی ایک دوسرے سے اثر قبول کیا اور تعامل کیا۔ یہ تعلقات کبھی پر امن مکالمے کی شکل میں تو کبھی تصادم کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

الف۔ ابتدائی دور: پیغمبروں کے پیغام کی مشترک بنیادیں

یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں سبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا جد امجد مانتے ہیں، اور ان مذاہب کے بانیان (حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ) نے توحید کا پیغام دیا۔ ان مذہبی شخصیات کے پیغام میں خدا کی وحدانیت اور اخلاقیات پر زور دیا گیا، جس نے ان کے پیروکاروں میں ایک قسم کی مشترکہ روحانی بنیاد رکھی۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ" [14]

" کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد کی طرف اتارا گیا۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ سامی مذاہب کے درمیان اعتقادات میں کئی مشترکہ بنیادیں ہیں جو انبیاء کی تعلیمات سے منسوب ہیں۔

ب۔ قرون وسطیٰ میں تعلقات، علم ودانش کا تبادلہ:

قرون وسطیٰ میں اسلام کے عروج کے دوران، مسلمانوں نے علمی، فلسفیانہ اور سائنسی ترقیات میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مسلم سلطنتوں میں عیسائی اور یہودی علماء کو بھی علمی اور فکری میدانوں میں آزادانہ کام کرنے کے مواقع دیے گئے۔

- **اسپین** میں مسلمان حکمرانوں کے تحت عیسائی اور یہودی علماء کو اسلامی فلاسفہ جیسے ابن رشد اور فارابی کے ساتھ علمی مباحثات کا موقع ملا۔[15]

---

[14]۔ البقرہ، ۲: ۱۳۶۔

Al-Baqarah, 2:136

[15]. Hillenbrand, C. (2000). *The Crusades: Islamic Perspectives*. Edinburgh University Press, p.157

- **بغداد** میں بیت الحکمت جیسے ادارے قائم کیے گئے، جہاں مسلمان، عیسائی اور یہودی علماء نے مل کر یونانی فلسفے اور سائنس کا مطالعہ کیا اور اس پر تحقیقات کیں۔[16]

ج۔ تصادم اور اختلافات:

تاریخی لحاظ سے سامی مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان مذہبی جنگیں اور تصادمات بھی ہوئے ہیں۔ صلیبی جنگیں، جن کا آغاز گیارھویں صدی میں ہوا، مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان شدید تصادم کی وجہ بنی۔ ان جنگوں میں بیت المقدس اور دیگر مقدس مقامات پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے دونوں مذاہب کے پیروکاروں نے لڑائیاں لڑیں۔[17]

صلیبی جنگیں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی تصادم کی اہم مثال ہیں جس نے دونوں مذاہب کے تعلقات کو متاثر کیا۔[18]

اندلس کے سقوط نے یہودیوں اور مسلمانوں کو مجبوراً عیسائیت قبول کرنے یا جلاوطنی کا سامنا کرنے پر مجبور کیا۔[19]

۴۔ جدید دور میں بین المذاہب مکالمات

جدید دور میں بین المذاہب مکالمات نے ایک نیا موڑ اختیار کیا ہے، جہاں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان مکالمے اور تبادلہ خیال کے ذریعے امن اور ہم آہنگی کی راہیں ہموار کی جا رہی ہیں۔ ویٹیکن نے بین المذاہب مکالمات کی اہمیت پر زور دیا ہے، اور عیسائی علماء مختلف اسلامی اور یہودی رہنماؤں سے مکالمے کرتے ہیں۔[20]

اسلامی دنیا میں بھی مختلف ادارے جیسے رابطہ عالم اسلامی اور الازہر یونیورسٹی بین المذاہب مکالمات کے فروغ میں حصہ لے رہی ہیں۔[21]

سیاسی تنازعات، جیسے فلسطین اسرائیل مسئلہ اور مذہبی انتہا پسندی جدید بین المذاہب مکالمے میں رکاوٹیں ہیں۔ لیکن اسلامی تعلیمات میں مشترکہ اخلاقی اقدار پر زور دیا گیا ہے جو بین المذاہب ہم آہنگی کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔

[16]. Siddiqui, A. (2014). *Interfaith Dialogue and the Ethical Imagination: A Global Perspective*. Edinburgh University Press, p.122

[17]. Maalouf, A. (1984). *The Crusades Through Arab Eyes*. Schocken Books

[18]. Runciman, S. (1951). *A History of the Crusades: Volume 1, The First Crusade and the Foundations of the Kingdom of Jerusalem*. Cambridge University Press, ‘p.59

[19]. Kamen, H. (1997). *The Spanish Inquisition: A Historical Revision*. Yale University Press

[20]. Swidler, L. (2013). *Dialogue for Interreligious Understanding: Strategies for the Transformation of Culture-Shaping Institutions*. Palgrave Macmillan.

[21]. Said, E. W. (2001). *Covering Islam: How the Media and the Experts Determine How We See the Rest of the World*. Vintage

۵۔ نتیجہ بحث

سامی مذاہب؛یہودیت، عیسائیت اور اسلام توحید اور اخلاقی اصولوں میں مشترکہ ہیں، مگر خدا، انبیاء اور وحی کی تشریح میں فرق رکھتے ہیں۔ تاریخی لحاظ سے ان مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان علمی تعاون کے ساتھ ساتھ مذہبی جنگیں بھی ہوئیں، جیسے صلیبی جنگیں اور اسپین کی انکوائزی۔ جدید دور میں، بین المذاہب مکالمے کا مقصد ان مشترکہ اقدار کو تلاش کرنا ہے جو امن و ہم آہنگی کو فروغ دے سکیں۔ قرآن پاک کی تعلیمات کے مطابق:

"لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ"[22]

"دین میں کوئی زبردستی نہیں۔"

یہ آیت بین المذاہب احترام کا درس دیتی ہے، جو مکالمے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اس تحقیقی مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اختلافات کے باوجود، سامی مذاہب میں باہمی مکالمے اور افہام و تفہیم کے ذریعے بہتر تعلقات قائم کیے جا سکتے ہیں۔

٦۔ سفارشات

بین المذاہب مکالمات کو مزید فروغ دینے اور سامی مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان ہم آہنگی کو بڑھانے کے لیے درج ذیل سفارشات پیش کی جا رہی ہیں:

تعلیمی نصاب میں بین المذاہب مکالمہ شامل کیا جائے:

تعلیمی اداروں میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے درمیان مشترکہ اقدار اور تاریخی تعاملات کے مطالعہ کو شامل کیا جائے۔ اس سے نوجوان نسل میں مختلف مذاہب کے بارے میں آگاہی اور رواداری بڑھے گی۔

بین المذاہب مکالمات کے فورمز اور سیمینارز کا انعقاد:

مختلف مذاہب کے علماء اور دانشوروں کے درمیان باقاعدہ مکالماتی فورمز اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے تاکہ علمی و فکری تبادلہ ہو اور اختلافات کو سمجھنے اور حل کرنے کی کوشش کی جا سکے۔

موجودہ سیاسی تنازعات میں مذہبی عناصر کو نظر انداز کیا جائے:

موجودہ سیاسی تنازعات، جیسے فلسطین اسرائیل مسئلہ، میں مذہبی عناصر کو تنازعے کی بنیاد بنانے کی بجائے ان مسائل کا سیاسی حل تلاش کیا جائے تاکہ بین المذاہب کشیدگی میں کمی واقع ہو۔

---

[22]۔ البقرہ، ۲:۲۵۶۔

Al-Baqarah, 2:256

مذہبی انتہاپسندی کے خلاف مشترکہ کوششیں:

یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے انتہا پسند گروہوں کی روک تھام کے لیے مشترکہ اقدامات کیے جائیں۔ تمام مذاہب کے قائدین کو امن و محبت کے پیغام کو فروغ دینا چاہیے۔

مشترکہ انسانی اقدار پر زور دیا جائے:

تینوں مذاہب میں موجود مشترکہ انسانی اقدار جیسے انصاف، رحم دلی اور معاشرتی فلاح کو فروغ دیا جائے تاکہ مختلف مذاہب کے پیروکار ایک دوسرے کے ساتھ باہمی احترام اور محبت سے پیش آئیں۔

یہ سفارشات نہ صرف بین المذاہب تعلقات کو مضبوط کرنے میں مددگار ثابت ہوں گی بلکہ عالمی سطح پر امن و ہم آہنگی کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہوں گی۔